از مولانا محمد شہاب الدین ندوی

جہاد فی سبیل اللہ کی حقیقت

راقم کی ایک تحریر "اسلام میں زکوٰۃ کا نظام" ماہنامہ الحق میں شائع ہوتی رہی جس کو علمی اعتبار سے ہندوستان کے ایک دارالعلوم کے مدرس نے غلط ثابت کرنے کی کوشش کی اب راقم سطور پوری طرح شرح و بسط اور علمی دلائل کے ساتھ جواب الجواب اہل علم کی خدمت میں پیش کر رہا ہے تاکہ وہ صحیح محاکمہ کر سکیں (شہاب)

جہاد مکی اور مدنی دور میں اس بحث کے اصل نکات دو ہیں۔ اور بقیہ تمام مسائل ضمنی نوعیت کے ہیں۔

(۱) مصارف زکوٰۃ والی آیت (توبہ - ۶۰) کی رو سے فی سبیل اللہ کا صحیح مفہوم کیا ہے؟

(۲) اہل علم کو بھی زکوٰۃ دی جا سکتی ہے یا نہیں؟

نوجہاں تک پہلے نکتہ کا تعلق ہے اس سلسلے میں فی سبیل اللہ کا صحیح مفہوم متعین کرنے کے لئے لفظ "جہاد" اور "قتال" کے مفہوم و مصداق سے بھی بحث کرنی پڑے گی۔ اور جہاد کے تاریخی پس منظر کا بھی ایک جائزہ لینا پڑے گا ورنہ غلط فہمیوں سے چھٹکارا نہیں مل سکتا۔ اس اعتبار سے جب واقعاتی طور پر دیکھا جائے تو نظر آئے گا کہ مکی دور میں اسلامی شریعت کی رو سے جہاد (بمعنی قتال) فرض نہیں تھا بلکہ وہ مدنی دور میں جاکر فرض ہوا۔ کیونکہ مکی دور میں مسلمان مغلوب تھے اور وہ تلوار اٹھانے اور اپنے دشمنوں سے مقابلہ کرنے کے قابل نہیں تھے۔ چنانچہ حافظ ابن حجر تحریر کرتے ہیں۔

فأول ما شرع الجهاد بعد الهجرة النبويه الى المدينة اتفاقاً[۱]	جہاد متفقہ طور پر ہجرت نبوی کے بعد مدینہ منورہ میں شروع ہوا۔

چنانچہ اب اس تاریخی حقیقت کو ملحوظ رکھتے ہوئے غور فرمائیں تو نظر آئے گا کہ لفظ جہاد جس طرح مدنی سورتوں میں استعمال کیا گیا ہے بالکل اسی طرح وہ مکی سورتوں میں بھی لایا گیا ہے۔ لہذا اگر جہاد کے لازمی معنی "تلوار اٹھانا" یا "جنگ و جدل" کرنا قرار دے دئے جائیں تو تاریخی اعتبار سے یہ ایک خلاف حقیقت دعویٰ ہوگا۔ کیونکہ رسول اللہ علیہ وسلم نے مکی دور میں کبھی تلوار نہیں اٹھائی۔ لہذا ایسے موقعوں پر لفظ جہاد سے

---

[۱] فتح الباری ۶/۳۷۔ مطبوعہ دار الافتاء، ریاض

مصطلاحی مفہوم کے بجائے اس کا لغوی مفہوم لینا پڑے گا یعنی " جد و جہد کرنا " یا کسی چیز کی مدافعت میں اپنی وسعت و طاقت صرف کرنا " اور اس سے مراد " دین کی پرامن تبلیغ " ہے جو مکی زندگی کی خصوصیت تھی ۔

اس اعتبار سے مکی اور مدنی زندگی مسلمانوں کے لئے دو معیار اور دو نمونے ہیں کہ وہ ہر دور میں اپنے احوال و کوائف کے مطابق جو چیز ان کے مناسب اور ضروری ہو اس پر عمل سے ناواقفیت کا ثبوت ہو گا جیسا کہ اس سلسلے میں ماہنامہ الفرقان کے مضمون نگار نے ارتکاب کیا ہے ۔ چنانچہ موصوف نے راقم سطور کے نقطہ نظر کو غلط ثابت کرنے کے لئے حقائق کو توڑ مروڑ کر پیش کیا ہے ۔

جہاد اور قتال میں فرق لفظ جہاد اور قتال میں بہت بڑا فرق ہے ۔ چنانچہ " قتال " کے معنی لڑنے یا جنگ و جدل کرنے کے ہیں ۔ اس کے برعکس جہاد کے معنی لازمی طور پر لڑنے یا جنگ کرنے کے نہیں ہیں بلکہ جنگ و جدل کی صرف ایک شکل ہے اور اس کی دوسری شکل " پرامن تبلیغ " یا علمی جد و جہد ہے ۔ چنانچہ قرآن مجید میں جہاں پر لوگوں کو صرف جنگ و جدل پر ابھارنا مقصود ہو تو وہاں پر " قتال " کا لفظ لایا جاتا ہے بخلاف جہاد کے ۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں :-

یا ایھا النبی حرض المومنین علی القتال	اے نبی اہل ایمان کو جنگ کی ترغیب دو (انفال ۶۵)
وقاتلوا المشرکین کافۃ کما یقاتلونکم کافۃ	اور تم مشرکین سے سب مل کر لڑو جس طرح کہ وہ سب مل کر تم سے لڑتے ہیں (توبہ ۳۶)
وقاتلوھم حتی لا تکون فتنۃ و یکون الدین کلہ للہ ۔ (بقرہ ۱۹۳)	اور تم ان سے لڑو یہاں تک کہ فتنہ (کفر و شرک) باقی نہ رہے اور دین پورا اللہ ہی کا ہو جائے ۔

نیز مدنی سورتوں میں جہاں پر " جہاد " کا لفظ آیا ہے وہاں پر بھی ہر جگہ " قتال " مراد نہیں ہے ۔ ہاں البتہ چند مقامات ایسے ہیں جہاں پر قتال مراد ہو سکتا ہے ۔ جیسے :-

لا یستوی القاعدون من المومنین غیر اولی الضرر والمجاھدون فی سبیل اللہ باموالھم وانفسھم فضل اللہ المجاھدین علی القاعدین اجراً عظیماً	مسلمانوں میں سے جو لوگ بغیر کسی عذر کے گھر بیٹھے رہتے ہیں اور وہ جو اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرتے ہیں دونوں برابر نہیں ہو سکتے ۔ اللہ نے بیٹھنے والوں پر جہاد کرنے والوں کا درجہ بڑھا دیا ہے ۔ (نساء ۹۵)

لیکن پھر بھی یہاں پر "المجاہدون فی سبیل اللہ" سے مراد لازمی طور پر میدانِ جنگ میں نکلنے والے مراد نہیں ہیں۔ بلکہ اس میں "باموالہم" کے مطابق وہ لوگ بھی شامل ہیں جنہوں نے اس راہ میں صرف "مالی امداد" ہی کی ہو۔ اسی طرح یہاں پر اہلِ خیر حضرات کو "تغلیباً" مجاہد بول دیا گیا ہے۔

اس وضاحت کے بعد ملاحظہ فرمائیے۔ قرآن حکیم میں "فی سبیل اللہ" کبھی لفظ جہاد کے ساتھ آتا ہے تو کبھی لفظ قتال کے ساتھ۔ اور جیسا کہ عرض کیا گیا قتال کا لفظ لازمی طور پر جنگ و جدل پر دلالت کرتا ہے اس کے برعکس جہاد کا لفظ آئے تو اس میں لزوم کے بجائے ابہام پیدا ہو جاتا ہے اور اس صورت میں اس کا دوسرا مفہوم و مصداق (یعنی دین کی دعوت و تبلیغ یا علمی و استدلالی جدوجہد بھی مراد ہو سکتا ہے۔ کیونکہ وہ معنی لفظ ہے۔ اور اس اسلوب میں بہت بڑی مصلحتِ خداوندی نظر آتی ہے۔ چنانچہ اس سلسلے میں پہلے لفظ قتال اور اس کے بعد جہاد کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

ان اللہ اشتری من المومنین انفسہم واموالہم بان لہم الجنۃ ط یقاتلون فی سبیل اللہ فیقتلون ویقتلون۔ (توبہ ۱۱۱)	اللہ نے یقیناً اہل ایمان کی جانیں اور ان کے مال جنت کے عوض میں خرید لئے ہیں اس طرح کہ وہ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں۔ پھر وہ (دوسروں کو) قتل کرتے ہیں اور (خود بھی) قتل کئے جاتے ہیں۔
وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا۔ (بقرہ ۱۹۰)	اور تم اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں۔ اور اس معاملے میں زیادتی مت کرو۔
ومالکم لا تقاتلون فی سبیل اللہ (نساء ۷۵)	اور تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کی راہ میں نہیں لڑتے۔
فئۃ تقاتل فی سبیل اللہ واخری کافرۃ (آل عمران ۱۳)	ایک جماعت اللہ کی راہ میں لڑتی ہے اور دوسری کافر ہے۔

اب اس کے مقابلے میں دوسرا لفظ جہاد جو ذرا "ڈھیلے ڈھالے" قسم کے مفہوم پر دلالت کرتا ہے یعنی اس میں وہ قطعیت نہیں پائی جاتی جو قتال کے مفہوم میں پائی جاتی ہے۔

اجعلتم سقایۃ الحاج وعمارۃ المسجد الحرام کمن آمن باللہ	کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانے اور مسجد حرام کو آباد کرنے کو ان لوگوں کے کارناموں کے

وجاهد فی سبیل اللہ (توبہ ۱۹)

کے برابر کر دیا ہے جو اللہ پر ایمان لائے اور اس کی راہ میں جہاد کیا۔

ان الذین امنوا والذین هاجروا وجاهدوا فی سبیل اللہ اولئک یرجون رحمت اللہ (بقرہ ۲۱۸)

جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا وہی اللہ کی رحمت کے امیدوار ہوں گے۔

انما المؤمنون الذین امنوا باللہ ورسولہ ثم لم یرتابوا وجاهدوا باموالهم وانفسهم فی سبیل اللہ اولئک هم الصدقون ۰ (حجرات ۱۵)

سچے مسلمان وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے۔ پھر انہوں نے (کسی بھی معاملے میں) شک نہ کیا۔ اور اپنے مالوں اور جانوں کے ذریعہ اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ یہی لوگ سچے ہیں۔

یجاهدون فی سبیل اللہ ولا یخافون لومة لائم (مائدہ ۵۴)

وہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں اور کسی کی ملامت سے نہیں ڈرتے۔

وابتغوا الیه الوسیلة وجاهدوا فی سبیله (مائدہ ۳۵)

(اے ایمان والو) اللہ کا قرب تلاش کرو اور اس کے راستے میں جہاد کرو۔

وجاهدوا فی اللہ حق جهادہ (حج ۷۸)

اور اللہ کی راہ میں جدوجہد کرو جیسا کہ جدوجہد کرنے کا حق ہے۔

ظاہر ہے کہ ان دونوں اسالیب کے مفہوم و مدعا میں بہت بڑا اور نمایاں فرق ہے لہٰذا ان دونوں کو ایک قرار نہیں دیا جا سکتا۔ بلکہ اوپر کی آیتوں سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ لفظ "جہاد" میں جس طرح "اللہ کی راہ میں لڑنے" کا مفہوم (بطور ایک شرعی اصطلاح) شامل ہے۔ اسی طرح اس میں جہاد کے لئے مالی امداد کرنا دعوت و تبلیغ اور کسی بھی قسم کی "عملی جدوجہد" بھی شامل ہے اور سیاق و سباق (نظم کلام) کو ملحوظ رکھے بغیر اس کا مفہوم متعین کرنا مشکل ہے۔ اور اوپر جو مثالیں پیش کی گئی ہیں ان میں سے آخری آیت عملی جدوجہد پر دلالت کر رہی ہے جس میں لفظ "جہاد" بھی مذکور ہے اور اس اعتبار سے یہاں پر اس کے لغوی معنی مراد ہیں۔ جیسا کہ اس کے ترجمے سے ظاہر ہو رہا ہے۔

جہاد کے لغوی و اصطلاحی معنی | فی سبیل اللہ کے معنی متعین کرنے کے سلسلے میں لفظ جہاد سے کافی مدد ملتی ہے۔ لہٰذا اس موقع پر اس کے لغوی اور شرعی مفہوم پر بحث ضروری معلوم ہوتی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ

جہاد اور فی سبیل اللہ دونوں اپنے عمومی مفہوم میں بھی استعمال ہوتے ہیں اور ان کا ایک خاص شرعی مفہوم (یعنی اصطلاح) بھی ہے۔

لفظ جہاد کا مادہ عربی زبان کے قاعدے کے مطابق (ج ھ د) ہے اور یہ دو طرح سے آتا ہے۔

(۱) جَہَد کے معنی کوشش کرنا اور اس میں مبالغہ کرنے کے ہیں۔ اور اس کا مصدر "جَہْد" ہے۔ جو مشقت اور غایت کے لئے بھی بولا جاتا ہے۔

(۲) اور اس کا دوسرا مصدر "جُہْد" ہے جو وسعت و طاقت کے معنی میں آتا ہے۔ اور لفظ "جہاد" میں یہ دونوں معنی ملحوظ ہوتے ہیں۔ چنانچہ اس سلسلے میں ائمہ لغات کی تصریحات ملاحظہ ہوں۔

جَهَدَ الرجلُ في كذا: جَدَّ فيه وبالغ۔ یعنی کسی کام میں کوشش کی اور مبالغہ کیا۔

وجَهَدَ دابّتَهُ: حمل عليها في السير فوق طاقتها۔ یعنی سواری پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ رکھ دیا۔

والمصدر: الجَهْد، والضم فيه لغة فيه

جَہد: غایت، جُہد: وسعت و طاقت[1]

اور "جہاد" کے حسب ذیل معنی قرار دئے گئے ہیں۔

جاهَدَ مجاهدةً وجهاداً: فهو مجاهد وهم مجاهدون: بذل وسعه في المدافعة والمبالغة۔ یعنی کسی چیز کی مدافعت میں اپنی وسعت و طاقت صرف کرنا۔ اس کا فاعل مجاہد ہے۔ اور اس کی جمع مجاہدین[2]

جَاهَدَ العدوَّ مجاهدةً وجهاداً۔ قاتله وجاهد في سبيل الله۔ یعنی دشمن سے جہاد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس سے جنگ کی جائے۔ اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا جائے[3]

اور یہ مذکورہ دونوں تعریفیں شرعی و اصطلاحی ہیں اور ان میں صرف تعبیر کا فرق ہے۔ مگر اس شرعی تعریف کے مطابق کفار سے جنگ کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے۔ کہ صرف فعلی یا بدنی اعتبار ہی سے جنگ کی جائے۔ بلکہ جہاد کے اس مفہوم میں "قولی جہاد" بھی شامل ہے۔ جیسا کہ خود ائمہ لغت ہی نے اس کی تصریح کی ہے۔ چنانچہ علامہ ابن اثیر تحریر کرتے ہیں:۔

الجهاد محاربة الكفار، وهو المبالغة واستفراغ ما في الوسع والطاقة من قول او فعل: جہاد کفار سے جنگ کرنے کا نام ہے۔ اور وہ اپنے قول یا فعل کے

---

[1] و [2] خلاصہ از معجم الفاظ القرآن الکریم، ۱/۲۲۶، مطبوعہ الہیئۃ المصریۃ طبع ثانی ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء

[3] لسان العرب، ابن منظور ۳/۱۳۵ - دار صادر بیروت

ذریعہ اپنی وسعت و طاقت کے خرچ کرنے میں مبالغہ کرنا ہے[1]

یہاں پر دو نکتے قابلِ غور ہیں۔ ایک یہ کہ جہاد کے لغوی مفہوم میں جہاد قولی بھی داخل ہے اور دوسرا نکتہ یہ کہ جہاد قولی جہاد فعلی پر مقدم ہے۔ جیسا کہ علامہ موصوف کی اس ترتیب سے ظاہر ہوتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ پہلے جہاد قولی کو آزمانا چاہیئے پھر اس کے بعد جہاد فعلی کا نمبر آئے گا۔

اور صاحبِ لسان العرب علامہ ابن منظور نے بھی جہاد کی یہی تعریف کی ہے جو دراصل علامہ ابن اثیر کی نقل معلوم ہوتی ہے کیونکہ اس کے الفاظ تقریباً وہی ہیں۔

الجہاد محاربۃ الاعداء - وھو المبالغۃ واستفراغ ما فی الوسع والطاقۃ من قول او فعل[2]

اسی بنا پر "معجم الفاظ القرآن الکریم" کے مؤلفین نے جہاد کی لغوی تعریف کرنے کے بعد یہ فیصلہ صادر کر دیا ہے کہ قرآن مجید میں جہاد کا جو لفظ وارد ہوا ہے تو اکثر مقامات پر اس سے مراد دعوتِ اسلامی کی نشر و اشاعت اور اس کا دفاع ہے۔

واکثر ما ورد الجہاد فی القرآن ورد مراداً بہ بذل الوسع فی نشر الدعوۃ الاسلامیہ والدفاع عنہا[3]

اور امام راغب اصفہانی کا مقام و رتبہ قرآنیات کے ہر طالب علم کو اچھی طرح معلوم ہے کہ وہ لغات القرآن پر سند اور اتھارٹی کی حیثیت رکھتے ہیں تو ذرا دیکھئے وہ اس سلسلے میں کیا کہتے ہیں۔ چنانچہ موصوف کے نزدیک جہاد کی تین قسمیں ہیں۔

۱۔ ظاہری دشمن سے جہاد کرنا۔ ۲۔ شیطان کے ساتھ جہاد کرنا۔ ۳۔ اور نفس کے ساتھ جہاد کرنا۔ اور ان تینوں کی مثالیں قرآن میں موجود ہیں۔

والجہاد والمجاہدۃ استفراغ الوسع فی مدافعۃ العدو والجہاد ثلاثۃ اضرب مجاھدۃ العدو الظاھر۔ ومجاھدۃ الشیطان ومجاھدۃ النفس۔

جہاد اور مجاہدہ دشمن کی مدافعت میں وسعت بھر طاقت خرچ کرنا ہے اور جہاد تین قسم کا ہے۔ ظاہری

---

[1] النہایہ فی غریب الحدیث، ابن اثیر ۱/۳۱۹ [2] لسان العرب ۳/۱۳۵

[3] معجم الفاظ القرآن الکریم ۱/۲۲۶

دشمن سے جہاد، شیطان سے جہاد اور خود اپنے نفس سے جہاد[1]

پھر اس کے بعد فرماتے ہیں کہ حسب ذیل آیات میں یہ تینوں قسمیں داخل ہیں:۔

وجاھدوا فی اللہ حق جہادہ۔

اور تم اللہ (کے دین یا اس کی راہ میں) جدوجہد کرو جیسا کہ جدوجہد کرنے کا حق ہے (حج ۷۸)

وجاھدوا باموالکم وانفسکم فی سبیل اللہ۔

اور تم اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ذریعہ جہاد (یا جدوجہد کرو) (توبہ ۴۱)

ان الذین امنوا وھاجروا وجاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ

بیشک جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں کے ذریعہ (یا مجاہدہ) کیا (سورہ انفال ۷۲)

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:۔

جاھدوا اھواءکم کما تجاھدون اعداءکم

اپنی خواہشات کے ساتھ جہاد کرو جس طرح کہ تم اپنے دشمنوں کے ساتھ جہاد کرتے ہو[2]

دیکھئے اول تو موصوف نے جہاد کو "قتال" کی واحد قسم قرار نہیں دیا۔ بلکہ ان کی تصریح کے مطابق اوپر والی آیات میں یہ تینوں قسمیں داخل ہو سکتی ہیں۔ پھر اس کے بعد آخر میں انہوں نے ایک حدیث کے پیش نظر مزید تشریح کی ہے۔ کہ جہاد صرف ہاتھ (یا تلوار) ہی سے نہیں بلکہ وہ زبان (وقلم) سے بھی ہو سکتا ہے۔

والمجاھدۃ تکون بالید واللسان۔ قال صلی اللہ علیہ وسلم۔ جاھدوا الکفار بایدیکم والسنتکم۔

اور مجاہدہ (جہاد) ہاتھ سے بھی ہوتا ہے اور زبان سے بھی چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ تم کفار سے اپنے ہاتھوں اور اپنی زبانوں سے جہاد کرو[3]

جہاد کی اس محققانہ بحث اور فکر انگیز تشریح سے ان تمام خود ساختہ محققین کے نظریات پر کاری ضرب لگ جاتی ہے۔ جنہوں نے ان تمام وضاحتوں کو نظر انداز کرتے ہوئے ادہر ادہر سے کوئی ایک آدھ فقرہ اچک کر دین و شریعت کے بارے میں بلا وجہ ٹانگ اڑانے کی کوشش کی ہے۔ چنانچہ معترض (الفرقان کے مضمون نگار) نے علامہ ابن اثیر کی اس تحقیق کو تو بڑے زور و شور کے ساتھ نقل کیا ہے کہ "فی سبیل اللہ کے الفاظ

---

[1] مفردات القرآن (معجم مفردات الفاظ القرآن) ص ۹۹، دار الفکر بیروت [2] ایضاً [3] ایضاً

بغیر کسی قرینے کے مطلقاً بولے جائیں تو اس سے غالب طور پر جہاد مراد ہوتا ہے " مگر خود موصوف کے نزدیک جہاد سے کیا مراد ہے ؟ اس کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہی نہیں سمجھی ۔ ورنہ اس قدر لغو اور رسوا کن مضمون ہرگز تحریر نہ کرتے ۔

اس اعتبار سے معترض کی پوری تحریر تعارض و تضاد سے بھری ہوئی ہے ۔ اور ان کا ہر دعویٰ دوسرے کے خلاف ہے ۔ وہ لوگوں کے سامنے صرف وہی بات پیش کرنا چاہتے ہیں جو ان کے فاسد نظریات کی تائید کرنے والی ہو ۔ اور جو بات ان کے خلاف پڑ رہی ہو اس کی طرف توجہ بھی نہیں کرتے ۔ بلکہ بکمال ہوشیاری اسے چھپانے سے دریغ نہیں کرتے ۔ جو علمی و شرعی اعتبار سے ایک بدترین جرم ہے ۔

جہاد کے لغوی معنی کی بعض مثالیں قرآن و حدیث میں اس موقع پر ضروری ہے کہ خود قرآن اور حدیث میں لفظ جہاد جو عام لغوی (غیر اصطلاحی) معنی میں استعمال کیا گیا ہے ۔ اس کی بھی بعض مثالیں پیش کردی جائیں ۔ تاکہ اس سلسلے کے تمام شبہات دور ہو جائیں ۔ چنانچہ قرآن حکیم میں اس کی مثالیں اس طرح ملتی ہیں ۔

۱- ووصینا الانسان بوالدیه حسناً و ان جاهداك لتشرك بي ما ليس لك به علم فلا تطعهما (عنکبوت - ۸)

اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا ہے اور (اس کو ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا ہے کہ) اگر وہ دونوں تجھ پر اس بات کا زور ڈالیں کہ تو ایسی چیز کو میرا شریک ٹھہرائے جس (کے معبود ہونے) کی کوئی (صحیح) دلیل تیرے پاس نہیں تو ان کا کہنا نہ ماننا ۔

یہ پورا ترجمہ مولانا اشرف علی تھانوی کا ہے اور اس آیت میں لفظ "جاهدا" جہاد کے لفظی معنی میں ہے (اور یہ فعل ماضی تثنیہ کا صیغہ ہے)

۲- والذین جاهدوا فینا لنهدینهم سبلنا ۔ (عنکبوت ۶۹)

اور جو لوگ ہماری راہ میں مشقتیں برداشت کرتے ہیں ہم ان کو اپنے (قرب و ثواب یعنی جنت کے) راستے ضرور دکھائیں گے ۔

۳- ومن جاهد فانما یجاهد لنفسه ۔ (عنکبوت ۶)

اور جو شخص محنت کرتا ہے وہ اپنے ہی (نفع کے) لئے محنت کرتا ہے ۔

۴- وجاهدوا فی الله حق جهاده

اور اللہ کے کام میں خوب کوشش کیا کرو ۔ جیسا

کوشش کرنے کا حق ہے۔ (حج ۸۷)

ان تمام آیات کا ترجمہ بلفظہ مولانا تھانوی کا کیا ہوا ہے۔ اور حسب ذیل آیات میں جہاد سے مراد دلیل و استدلال کے ذریعہ دین کی تبلیغ و دعوت ہے۔

۵۔ فلا تطع الکفرین وجاھدھم بہ جہاداً کبیراً (فرقان ۵۲)

آپ کافروں کی خوشی کا کام نہ کیجئے۔ اور قرآن سے ان کا زور شور سے مقابلہ کیجئے۔

۶۔ یا ایھا النبی جاھد الکفار والمنفقین و اغلظ علیھم (توبہ ۷۳)

اے نبی کفار سے (بالسنان) اور منافقین سے (باللسان) جہاد کیجئے اور ان پر سختی کیجئے۔

ان دونوں آیات کا ترجمہ بھی مولانا تھانویؒ کا ہے۔ چنانچہ فرقان والی آیت کے مطابق کافروں یا غیر مسلموں میں قرآن حکیم کے ذریعہ اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے کام کو "جہادِ کبیر" یعنی بہت بڑا جہاد قرار دیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاد کا گویا کہ اصل مقصود یہ ہے کہ غیر مسلموں کو دلیل و استدلال اور قرآن کے ابدی حقائق کے ذریعہ اسلام کی حقانیت کا قائل کرایا جائے۔ نہ کہ تبلیغ و تلوار کے ذریعہ۔ جو صرف مجبوری کی حالت میں اور دفاعی اور بعض حالات میں اقدامی اعتبار سے روا ہے۔

جیساکہ اوپر گذر چکا لفظ جہاد "جَہد" یا "جُہد" سے مشتق ہے جس کے معنی کوشش یا طاقت کے ہیں اور یہ اصل لفظ بھی قرآن مجید میں مذکور ہے۔

والذین لا یجدون الا جھدھم۔ (توبہ ۷۹)

اور جن لوگوں کو بجز اپنی محنت و طاقت (کی مزدوری کے) اور کچھ میسر نہیں۔

اور حدیثوں میں بھی اس کی بعض مثالیں ملتی ہیں۔

۱۔ جاء رجل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یستاذنہ فی الجھاد فقال احیٌّ والداک؟ قال نعم۔ قال ففیھما فجاھد

حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جہاد کی اجازت طلب کرنے کی غرض سے حاضر ہوا۔ آپ نے پوچھا کہ کیا تیرے والدین زندہ ہیں؟ اس نے کہا ہاں۔ تو آپ نے فرمایا کہ تب تو تو انہیں میں جہاد کر لے[1] (یعنی ان کی خدمت میں رہ کر)

[1] بخاری کتاب الجہاد ۴/۱۸۔ مطبوعہ استنبول

دیکھئے اس حدیث میں لفظ جہاد بیک وقت لغوی اور اصطلاحی دونوں معنوں میں کس خوبی کے ساتھ استعمال ہوا ہے۔ اس حدیث کے مطابق خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بصراحت اشارہ فرما دیا ہے کہ جہاد صرف میدانِ جنگ میں زور آزمائی ہی کا نام نہیں بلکہ وہ میدانِ عمل میں دیگر امور سے متعلق بھی ہو سکتا ہے۔

۲۔ جنگِ خیبر کا واقعہ ہے کہ ایک صحابی عامر بن اکوعؓ شہید ہو جاتے ہیں اور بعض لوگ کسی سبب سے ان کے بارے میں گمان کرتے ہیں کہ ان کی نیکیاں بیکار گئیں۔ اس پر سلمہ بن اکوعؓ یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گوش گذار کرتے ہیں۔ تو آپ فرماتے ہیں۔

کذب من قاله، إن له لاجرين، و جمع بين اصبعيه، انه لجاهد مجاهد۔	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے یہ بات کہی وہ جھوٹا ہے عامر کے لئے تو دوہرا ثواب ہے اور آپ نے دو انگلیاں جمع کر کے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ تو جدوجہد کرنے والا مجاہد ہے [1]

دیکھئے یہاں پر لغوی و اصطلاحی دونوں الفاظ بیک وقت استعمال کر کے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لفظ کی اصلیت پر سے پردہ اٹھا دیا ہے (اس موقع پر لفظ جاہد جہد کا اسم فاعل اور مجاہد جہاد کا اسم فاعل ہے)

اب خالص لغوی مفہوم کی بھی چند مثالیں ملاحظہ ہوں:۔

۳۔ ایک شخص حضرت ابن عمرؓ کے پاس آیا اور حضرت عثمانؓ نیز حضرت علیؓ کے بارے میں پوچھا تو آپ نے ان دونوں کے فضائل بیان کئے۔ مگر چونکہ وہ "خارجی" تھا۔ اس لئے ان دونوں کی تعریف اسے پسند نہیں آئی تو ابن عمر نے پوچھا۔ کہ شاید تجھے ان دونوں کے مناقب اچھے نہیں لگ رہے ہیں۔ اس نے کہا۔ ہاں یہی بات ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا۔

فارغم الله بانفك، انطلق فاجهد علىّ جهدك۔	اللہ تیرا برا کرے، جا اور تیرا مجھ پر جو کچھ بس چلے کر لے (یعنی اپنی کوشش سے تو میرا جو کچھ بگاڑ سکتا ہے بگاڑ لے [2]

(جاری ہے)

---

[1] بخاری کتاب المغازی ۵/۴۳، باب غزوہ خیبر [2] بخاری فضائل اصحاب النبی صلعم ۴/۲۰۶

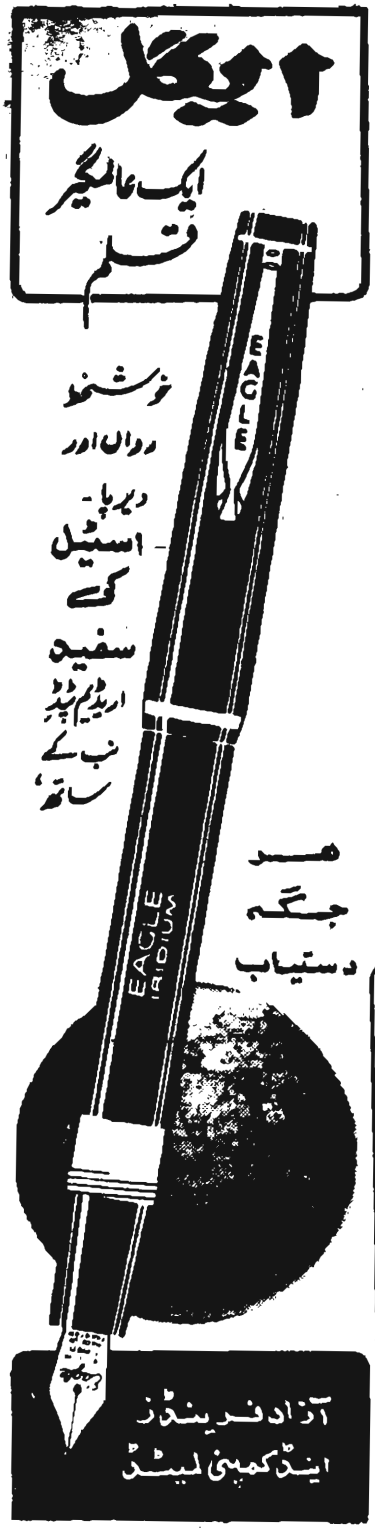

ایگل
ایک عالمگیر
قلم
خوشنما
رواں اور
دیرپا
اسٹیل
کے
سفید
اریڈیم ٹپڈ
نب کے
ساتھ
EAGLE
EAGLE
IRIDIUM
ہر
جگہ
دستیاب
آزاد فرینڈز
اینڈ کمپنی لمیٹڈ

کہکشاں پرنٹس
جمال ۳۰۰۰ پاپلین
جمال ۵۰۰۰ لان
دِلکش
دِلنشیں
دِلفریب
حُسین
کے
پارچہ جات
مرد و زن کے ملبوسات کیلئے
موزوں۔ حُسین کے پارچہ جات
شہر کی ہر بڑی دکان پر،
دستیاب ہیں۔
حُسین کے خوبصورت پارچہ جات
نہ صرف آنکھوں کو بھلے لگتے ہیں
بلکہ آپ کی شخصیت کو بھی
نکھارتے ہیں۔ خواتین ہوں یا
FABRICS
خوش پوشی کے پیش رو
حُسین ٹیکسٹائل ملز
حُسین انڈسٹریز لمیٹڈ کراچی
کا ایک ڈویژن

قومی خدمت ایک عبادت ہے
اور
سروس انڈسٹریز اپنی صنعتی پیداوار کے ذریعے
سال ہا سال سے اس خدمت میں مصروف ہے
Servis
قدم قدم حسین قدم قدم آرام

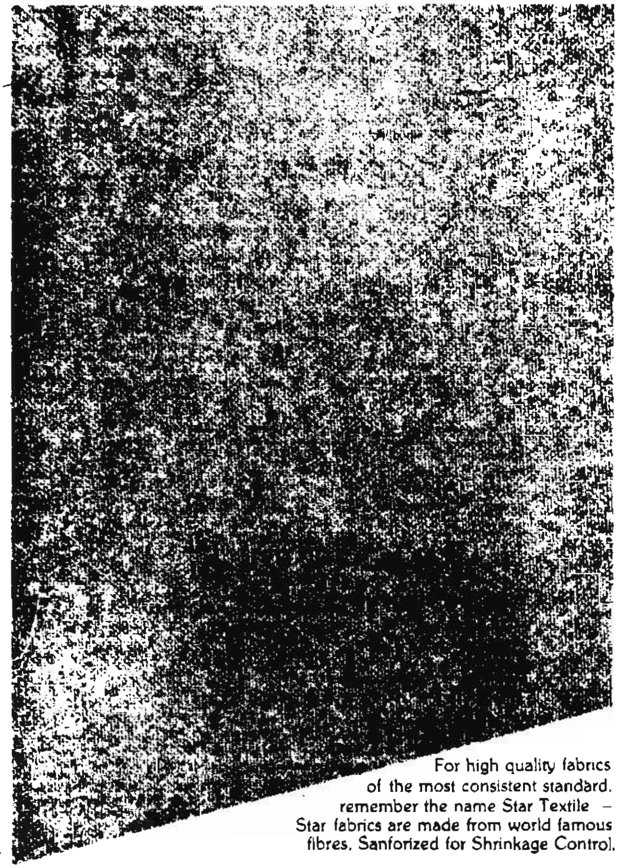

We've Developed Fabrics With Such Lasting Quality And Style That Theres Only One Word For It

Star

For high quality fabrics
of the most consistent standard,
remember the name Star Textile –
Star fabrics are made from world famous
fibres, Sanforized for Shrinkage Control.

For the most comfortable and attractive shirting
and shalwar qameez suits, look for the colour of
your choice in Star's magnificent Shangrilla, Robin,
Senator fabrics.

To make sure you get the genuine Star quality,
check for the Star name printed on the seivedge along every alternate metre.

... the essence of style and total comfort!

Star Textile Mills Limited Karachi

P.O BOX NO 4400 Karachi 74000